جلد ۱۹ شمارہ ۴

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شہادت ۱۳۵۷ ہش

اپریل ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر :

سید عبد الحئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(آل عمران)

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

○ شہادت ۱۳۵۷ ہش

○ جمادی الاول ۱۳۹۸ھ

○ اپریل ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

سید عبد الحی

قیمت سالانہ ———— فی پرچہ

دس روپے ———— ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

اشاعت .... دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۹	ماہنامہ اَنْصَارُ اللّٰہ ربوہ	شمارہ ۴

شہادت ۱۳۵۷ ہش

تقویٰ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ بمقام قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء کو جو پُر معارف تقریر احباب جماعت کے سامنے کی تھی۔ اس کا ایک حصہ پیش ہے حضور نے فرمایا :۔

"اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے۔ کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقوے کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ (النحل ۱۲۹)

تقویٰ کی اہمیت

ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقوے کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعوےٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا خواہ کیسے ہی رو بہ دنیا تھے۔ ان تمام

آفات سے نجات پاویں۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے۔ خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی۔ اگر اس کی بیماری کے لئے دعا نہ کی جاوے۔ اور علاج کے لئے دُکھ نہ اٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ زائد وہی چھوٹا داغ ہوتا ہے جو بڑھ کر آخرکار کل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے۔ ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے۔ جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے۔ اور اپنے افعال سے وہ بالکل رُو بہ دنیا ہے تو پھر اس کا قہر رنگ دکھاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا خوف ۔

اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے۔ جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے۔ کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے۔ اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلعم رو رو کر دعا مانگتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلعم

نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں

متقی کی علامات۔

پس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقوے وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے اللہ تعالےٰ نے متقی کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کرکے اس کے کاموں کا خود متکفل ہوجاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق)

جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے رستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالےٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ اس لئے وہ دروغ گوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ امر ہرگز صحیح نہیں۔ خدا تعالےٰ متقی کا خود محافظ ہوجاتا اور اسے ایسے موقعہ سے بچا لیتا ہے۔ جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالےٰ کو کسی نے چھوڑ دیا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمٰن نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالےٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کروگے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ (الطلاق آیت-۶۶)

لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں۔ اور دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقوے میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں۔

ایسا ہی اللہ تعالےٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے۔ یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کروں گا۔ آنحضرت صلعم کو باوجود امی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس میں اہل کتاب فلاسفر اور اعلیٰ

درجہ کے علمی مذاق رکھنے والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے۔ لیکن آپ کو روحانی رزق اس قدر ملا کہ آپ سب پر غالب آئے۔ اور ان سب کی غلطیاں نکالیں۔

یہ روحانی رزق تھا کہ جس کی نظیر نہیں۔ متقی کی شان میں دوسری جگہ یہ بھی آیا ہے۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال)

اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست۔ پس یہ کیسی نعمت ہے کہ تھوڑی سی تکلیف سے خدا کا مقرب کہلائے۔ آج کل زمانہ کس قدر پست ہمت ہے۔ اگر کوئی حاکم یا افسر کسی کو یہ کہہ دے کہ تو میرا دوست ہے یا اس کو کرسی دے۔ اور اس کی عزت کرے تو وہ شیخی کرتا ہے۔ فخر کرتا پھرتا لیکن اس انسان کا کس قدر افضل رتبہ ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی یا دوست کہہ کر پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرمؐ کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ جیسے ایک حدیث بخاری میں وارد ہے۔

لَا يَزَالُ يَتَقَرَّبُ عَبْدِيْ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَلَئِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ

نیکی کے دو حصے

انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک فرائض دوسرے نوافل۔ فرائض یعنی انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اتارنا یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور تکملات اور متممات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہو رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتی کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت کو چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے

سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا۔ اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کریگا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ (انعام: ٦٠)

سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے۔ تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے۔ وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا۔ کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے۔ وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ایسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (الحدیث)

جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔

اب دیکھو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے۔ تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔ لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے۔ وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر مصائب سے اس قدر بھرا ہوا ہے۔ کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے۔ جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

"اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"

(کشتی نوح ص۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مقام مسیح موعود علیہ السلام

أَقُوْلُ وَلَا أَخْشٰى فَإِنِّيْ مَسِيْحُهُ ۔۔۔ وَلَوْ عِنْدَ هٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّيْفِ أُنْحَرُ

وَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْاٰنِ ذِكْرُ فَضَائِلِيْ ۔۔۔ وَذِكْرُ ظُهُوْرِيْ عِنْدَ فِتَنٍ تُثَوَّرُ

وَمَا أَنَا إِلَّا مُرْسَلٌ عِنْدَ فِتْنَةٍ ۔۔۔ فَرُدُّوْا قَضَاءَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ

تَخَيَّرَنِي الرَّحْمٰنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ ۔۔۔ لَهُ الْحُكْمُ يَقْضِيْ مَا يَشَاءُ وَيَأْمُرُ

وَوَاللّٰهِ مَا أَفْرِيْ وَإِنِّيْ لَصَادِقٌ ۔۔۔ وَإِنَّ سَنَا صِدْقِيْ يَلُوْحُ وَيَبْهَرُ

تَرَاءَتْ لَنَا كَالشَّمْسِ صَفْوَةُ أَمْرِنَا ۔۔۔ وَأَرْوَتْ حَدَائِقَنَا عُيُوْنٌ تَنْضَرُ

[نور الحق]

○ میں بغیر کسی خوف کے کہتا ہوں کہ میں خدا کا مسیح ہوں۔ اگر اس قول پر مجھے تلوار سے بھی ذبح کیا جائے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

○ اور قرآن کریم میں میرے فضائل کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ میرا ظہور پُر آشوب فتنوں کے وقت ہوگا۔

○ اور فتنوں کے وقت ہی مجھے بھیجا گیا ہے۔ اگر تم میں قدرت ہے تو خدا کی قضا کو بدل دو۔

○ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے مجھے منتخب فرمایا ہے۔ حکم اسی کا ہے وہ جو چاہے فیصلہ فرما سکتا ہے۔

○ اور خدا کی قسم! میں افترا نہیں کر رہا۔ میں یقیناً سچا ہوں اور میری سچائی کی چمک ضوفشاں ہے۔

○ میرے امر کی صفائی ہم پر آفتاب کی طرح ظاہر ہو گئی ہے اور ہمارے باغات کو ان چشموں نے سیراب کیا ہے جو تر و تازگی بخشتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

ما مسلمانیم از فضلِ خدا | مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم | ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست | بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام | دامنِ پاکش بدست ما مدام
مہرِ او باشیر شد اندر بدن | جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را بروشد اختتام

[سراج منیر]

○ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں اور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے امام اور پیشوا ہیں۔

○ ہم جب اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو اسی دین میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ہم (انشاء اللہ) اسی دین پر دنیا سے کوچ کریں گے۔

○ خدائے حق تعالیٰ کی وہ کتاب جس کا نام قرآن ہے۔ ہماری ساری شرابِ معرفت اسی جام سے ہے۔

○ وہ رسول جس کا نام محمدؐ ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کا پاک دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

○ اس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی۔ اور یہ محبت روح بن گئی اور روح کے ساتھ ہی جسم سے باہر نکلے گی۔

○ وہ خیر الرسل تمام مخلوقات میں سے بہترین قرار پایا۔ اور ہر نبوت اس کی ذات پر ختم ہوگئی۔

ترجمہ سید عبدالحی

شمائل شریفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور سیرت طیبہ

[حضرت امام جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب الجامع الصغیر میں ان تمام احادیث کو "کان" عنوان کے تحت جمع کیا ہے، جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ ماہنامہ انصار اللہ کے قارئین کرام کے لئے ان احادیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے]

۱۔ كَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ (البخاری)

حضورؐ کو وہ دینی بات پسند تھی جس پر آدمی ہمیشہ عمل کرتا رہے۔

۲۔ كَانَ اَبْغَضُ الْخُلُقِ اِلَيْهِ الْكَذِبُ۔ (البیہقی)

حضورؐ کو اخلاق میں جھوٹ بولنا سب سے زیادہ ناپسند تھا۔

۳۔ كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَيْهِ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّ (الترمذی)

حضورؐ کو وہ کام پسند تھا جو خواہ تھوڑا ہو لیکن باقاعدگی سے کیا جائے۔

۴۔ كَانَ اَخَفُّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَاَطْوَلُ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهٖ

[مسند احمد بن حنبل]

جب حضورؐ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بہت ہلکی نماز پڑھاتے۔ اور جب خود اکیلے نماز پڑھتے تو انتہائی لمبی نماز پڑھتے۔

۵۔ كَانَ اِذَا اَتَى مَرِيْضًا اَوْ اُتِيَ بِهٖ قَالَ: اِذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

[بخاری و مسلم]

حضورؐ جب کسی بیمار کے ہاں تشریف لاتے یا مریض کو آپ کے پاس لایا جاتا تو دعا دیتے ہوئے فرماتے تھے۔ "اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو رفع فرما۔ اے اللہ ایسی کامل شفا عطا فرما کہ بیماری باقی نہ رہے۔ تو ہی شافی مطلق ہے۔ تیری شفاء کے بغیر کوئی شفا نہیں۔

۶۔ كَانَ اِذَا اَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

[مسند احمد بن حنبل]

حضور علیہ السلام جب کسی قوم کے دروازے پر پہنچتے تو بالکل سامنے سے دروازے میں داخل نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں سے داخل ہوتے۔ اور السلام علیکم۔ السلام علیکم فرماتے۔

۷۔ كَانَ اِذَا اَتَاهُ رَجُلٌ فَرَاٰى فِىْ وَجْهِهٖ بِشْرًا اَخَذَ بِيَدِهٖ

[سنن سعید بن منصور]

حضورؐ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس کے چہرہ پر حضورؐ خوشی کے آثار دیکھتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے۔

۸۔ كَانَ اِذَا اَتَاهُ رَجُلٌ وَلَهُ الْاِسْمُ لَا يُحِبُّهُ حَوَّلَهُ [سنن سعید بن منصور]

حضورؐ کے پاس اگر کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام حضورؐ کو پسند نہ ہو تو حضورؐ اس کا نام بدلا دیتے

۹۔ كَانَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ۔

[مسند احمد بن حنبل]

حضورؐ کی خدمت میں جب کوئی قبیلہ اپنے صدقات لے کر حاضر ہوتا تو حضورؐ فرماتے۔ اے اللہ اس قبیلہ پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

۱۰۔ كَانَ اِذَا اَتَاهُ الْاَمْرُ يَسُرُّهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَاِذَا اَتَاهُ الْاَمْرُ مَكْرُوْهٌ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔

[مستدرک للحاکم]

حضورؐ کو جب کوئی ایسی بات پیش آتی جس سے آپ خوش ہو جاتے۔ تو فرماتے "اللہ کا شکر ہے جس کی نعمتوں سے ہی نیک کام تکمیل پاتے ہیں۔" اور جب کوئی ایسی بات پیش آئے۔ جو آپؐ ناپسند فرماتے تھے تو فرماتے "ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔"

۱۱۔ كَانَ اِذَا اُتِىَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ

قَالَ لِاَصْحَابِہٖ کُلُوْا وَلَمْ یَاْکُلْ وَاِنْ قِیْلَ ھَدِیَّۃٌ ضَرَبَ بِیَدِہٖ فَاَکَلَ مَعَھُمْ　　[بخاری، مسلم]

حضورؐ کی خدمت میں جب کوئی کھانا لایا جاتا تو حضور دریافت فرماتے تھے کہ یہ تحفہ ہے یا صدقہ ہے۔ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو حضور صحابہ سے فرماتے کہ تم کھالو اور خود نوش نہ فرماتے۔ اور اگر بتایا جاتا کہ یہ تحفہ ہے تو پھر صحابہ کے ساتھ مل کر کھا لیتے۔

۱۲- کَانَ اِذَا اُوْتِیَ بِالسَّبْیِ اَعْطٰی اَھْلَ الْبَیْتِ جَمِیْعًا کَرَاھِیَۃً اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَھُمْ　　[مسند احمد بن حنبل]

حضورؐ کی خدمت میں جب کچھ قیدی لائے جاتے تو حضورؐ اس خیال سے عموماً انہیں ایک ہی خاندان کے سپرد فرما دیتے کہ ان کی آپس میں غیر ضروری جدائی نہ ہو۔

۱۳- کَانَ اِذَا اُوْتِیَ بِبَاکُوْرَۃِ الثَّمَرَۃِ وَضَعَھَا عَلٰی عَیْنَیْہِ ثُمَّ عَلٰی شَفَتَیْہِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ ثُمَّ یُعْطِیْہِ مَنْ یَّکُوْنُ عِنْدَہٗ مِنَ الصِّبْیَانِ　　[طبرانی]

حضورؐ کی خدمت میں جب موسم کا پہلا پھل پیش کیا جاتا تو حضور اسے پہلے اپنی آنکھوں سے لگاتے، پھر لبوں سے چھوتے اور پھر فرماتے۔ "اے اللہ! جیسے تو نے ہمیں اس پھل کا آغاز دکھایا ہے، ویسے ہی اس کا انجام بھی دکھا۔" پھر یہ پھل ان بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔ جو آپ کے پاس جمع ہوتے۔

۱۴- کَانَ اِذَا اجْتَھَدَ فِی الْیَمِیْنِ قَالَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ　　[مسند احمد بن حنبل]

حضورؐ جب انتہائی قسم کھاتے تو فرماتے "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم محمدؐ کی جان ہے۔

۱۵- کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ جَعَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہِ الْاَیْمَنِ　　[طبرانی]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹ جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر سو جاتے۔

وفات مسیح علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نہایت مدلّل اور مختصر تحریر

[۲۹ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام دہلی کے دوران چند علماء حضور کی ملاقات کے لئے آئے اور حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ حضور نے ان علماء کو ایک مختصر تحریری جواب دیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وجوہ مفصلہ ذیل ہیں جن کی رو سے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دیتا ہوں۔

۱۔ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ آیات ہیں یَا عِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ۔ ان آیات کے معنی صحیح بخاری کتاب التفسیر میں موت لکھے ہیں جیسا کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے۔ مُتَوَفِّیْكَ مُمِیْتُكَ اور پھر بظاہر آیات کے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کا اسی جگہ ذکر کیا ہے۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بھی ذکر کیا ہے۔ کہ میں قیامت کے دن یہی عرض کروں گا کہ یہ لوگ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کما قال العبد الصالح الخ

۲۔ دوسری دلیل توفّی کے ان معنوں پر جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں لغت عرب کی کتابیں ہیں۔ میں نے جہاں تک ممکن تھا قریباً تمام شائع شدہ کتابیں لغت کی دیکھی ہیں جیسے قاموس۔ تاج العروس۔ صراح۔ صحاح جوہری۔ لسان العرب اور وہ کتابیں جو حال میں بیروت میں تالیف کر کے عیسائیوں نے شائع کی ہیں۔ ان تمام کتابوں سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ محاورہ عرب اسی طرح پر ہے کہ جب کسی جملہ میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی علَم انسان مفعول بہٖ ہو۔ جیسا کہ توفّی اللّٰهُ زَیْدًا تو ایسی صورت میں

بجز اماتت اور قبض روح اور کوئی معنے نہیں ہوتے۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے اس پر لازم ہے کہ اس کے برخلاف لغت کی کتابوں سے کوئی نظیر مخالف پیش کرے۔

۳۔ میں نے بہت محنت اور کوشش سے جہاں تک میرے لئے ممکن تھا صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی کتابیں غور سے دیکھی ہیں۔ اور میں نے کسی ایک جگہ پر بھی توفی کے معنی بجز وفات دینے کے حدیث میں نہیں پائے بلکہ تین سو کے قریب ایسی جگہ پائی ہیں۔ جہاں ہر جگہ موت دینے کے ہی معنے ہیں۔

۴۔ جہاں تک میرے لئے ممکن تھا عرب کے مختلف دیوان بھی دیکھے ہیں۔ مگر نہ میں نے جاہلیت کے زمانہ کے شعراء اور نہ اسلام کے زمانہ کے مستند شعراء کے کلام میں کوئی ایسا فقرہ پایا ہے۔ کہ ایسی صورت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ بجز وفات دینے کے کوئی اور معنے ہوں۔

۵۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی فوز الکبیر میں بھی یہی لکھا ہے کہ مُتَوَفِّیْكَ مُمِیْتُكَ۔ اور میں جانتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے پایہ کے محدث اور فقیہہ اور عالم فاضل تھے۔

۶۔ حدیث معراج بخاری میں موجود ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا تھا پس اس جگہ دو شہادتیں ہیں۔ ایک خدا تعالےٰ کی شہادت قرآن شریف میں۔ دوسری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت لیلۃ المعراج میں۔

۷۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ کنز العمال و طبرانی اور کتاب ماثبت بالسنۃ میں شیخ عبدالحق وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی عمر ایک سو پچیس برس کی تھی۔ اور ایک روایت میں ایک سو بیس برس بھی ہے۔ اور ہزاروں برس کی عمر کسی جگہ نہیں لکھی۔

۸۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا وہ بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل قاطع ہے۔ جو اس آیت کی رو سے اجماع تھا۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

۹۔ ماسوائے اس کے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی قطعی صحیح سے بار بار میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ حضرت عیسےٰ وفات پاگئے۔ اور اپنے کھلے کھلے نشانوں سے میری سچائی ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے دلائل ہیں۔ مگر اسی قدر کافی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت قرآن شریف اور حدیث اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اور سورہ نور سے ثابت ہے کہ اس امت کے کل خلفاء اسی امت میں سے آئیں گے۔ اور صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسےٰ اسی امت میں سے لکھا ہے کہ امامکم منکم

بلکہ صحیح بخاری میں پہلے مسیح کا اور حلیہ لکھا ہے۔ اور آنے والے مسیح کا اور حلیہ لکھا ہے۔ ماسوائے اس کے میرا آنا بے وقت نہیں۔ صدی جس کے سر پر آنا تھا۔ ۲۳ برس اس میں سے گزر گئے۔ کسوف و خسوف بھی رمضان میں ہوگیا۔ طاعون بھی پیدا ہوگئی۔ اور خدا تعالےٰ نے دس ہزار سے زیادہ نشان میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی زندگی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت میں ہے۔ اگر آج یہ امر عیسائیوں پر ثابت ہو کہ حضرت عیسےٰ فوت ہوگئے تو وہ سب کے سب عیسائی مذہب کو ترک کردیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(منقول از بدر جلد ۱ نمبر ۳۱ ص ۲ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء)

بلاؤں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ——— سچی توبہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے۔ جو شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۷ صـ ۱۵۵)

از جناب شیخ نور احمد صاحب منیر

۳۔ حضرت میاں محمد دین صاحب واصل باقی نویس کھاریاں

(۳۱۳ صحابہ)

میاں محمد دین صاحب موضع گھیکا میں ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے جب آپ کی عمر سات سال کی تھی تو اپنے والد میاں نور دین صاحب کے ساتھ کھاریاں آگئے۔ ایک ہندو خزانچی نے میاں نور دین صاحب کو مشورہ دیا کہ محمد دین نہایت ہی اچھا اور ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ اس کو ضرور تعلیم دلوائیں۔ اس لئے میاں محمد دین کو ان کے والد" ہنایتی" کہا کرتے تھے۔ آپ نے پرائمری کھاریاں سے پاس کی۔ اور جنوری ۱۸۸۰ء میں مڈل کا امتحان قصبہ ڈنگہ میں دیا۔ آپ نے پٹوار کا امتحان اعلیٰ نمبروں پہ پاس کیا۔ میاں صاحب موصوف ۱۸۸۹ء میں مستقل پٹواری موضع بلانی میں مقرر ہوئے۔ اور اپنے سلسلہ ملازمت میں بہت ہی کامیاب تھے۔

حضرت منشی جلال الدین صاحب میر منشی نے اپنے لڑکوں کو موضع بلانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب مطالعہ کے لئے ارسال کیں۔ میاں محمد دین صاحب نے بھی ان کتب کا مطالعہ کیا۔ آپ براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآراء کتاب سے بہت ہی متاثر ہوئے۔ آپ اپنے خود نوشت حالات زندگی میں تحریر فرماتے ہیں:

میں نے براہین احمدیہ شروع کی۔ براہین کیا تھی؟ آب حیات کا بحر ذخار تھا اور اس کتاب کے پڑھنے کے بعد قرآن کی عظمت اور محبت نے میرے دل میں ڈیرہ لگایا۔ براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، فتح اسلام اور دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد آپ بے حد متاثر ہوئے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرلی۔ آپ نے اکتوبر ۱۸۹۴ء میں تحریری بیعت کی اور ۵ رجون ۱۸۹۵ء کو مسجد مبارک کی چھت پر دستی بیعت سے مشرف ہوئے اور ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو پانچویں حصہ کی وصیت کی۔

میاں صاحب موصوف نے اپنی محنت اور لیاقت کی وجہ سے اچھا اثر پیدا کیا ہوا تھا چنانچہ آپ جلد ہی گرداور قانونگو ہو گئے۔ اور امتحان بھی پاس کرلیا۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک گرداور قانونگو رہے ۱۹۱۰ء میں واصل باقی نویس تحصیل کھاریاں مقرر ہوئے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے۔ ۱۹۰۵ء میں قادیان حاضر ہونے کے لئے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں معہ اہل و عیال حاضر ہونے کی درخواست کی۔ جس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا تحریر کردہ خط ملا۔

"اس وقت حضرتؑ اور ہم چند خدام باغ میں ہیں اور یہاں کوئی مکان زنانہ مہمان خانہ کے لئے نہیں ہے۔ گاؤں میں ملنا ممکن ہے۔ اگر آپ تنہا آئیں تو باغ میں رہ سکتے ہیں اور لطف صحبت اٹھا سکتے ہیں۔"

آپ کے نام بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں۔ حضرت میاں محمد دین صاحب نے ایک دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنی بے علمی اور اپنے اکیلے احمدی ہونے کا ذکر کیا۔ اور دریافت کیا کہ میرا کیا ہوگا اس پر حضورؑ نے فرمایا۔

"میری کتابیں پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔"

اس ارشاد کی تعمیل میں آپ نے بالالتزام آپ کی جملہ کتب کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور جملہ کتب خرید کرکے لائبریری بنالی۔ آپ کی لائبریری مثالی تھی۔ جملہ کتب سلسلہ اس میں موجود تھیں۔ آپ نے براہین احمدیہ کا مطالعہ متعدد بار کیا۔ اور اکثر عربی اشعار پڑھا کرتے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب اور دوسرے علماء جب کھاریاں تشریف لاتے۔ تو فرماتے کہ کتب تو ہمیں کھاریاں سے میاں محمد دین صاحب کی لائبریری سے مل جائیں گی۔ آپ نے تمام کتب کا مطالعہ دو تین دفعہ کیا ہوا تھا۔ عربی اور فارسی میں اتنی مہارت پیدا کر لی تھی کہ بخاری، مشکوٰۃ۔ زاد المعاد اور دوسری کتب مطالعہ کر لیتے تھے

آپ نے قرآن شریف پڑھنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا تو حضورؑ نے فرمایا۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کا تقوےٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سکھلا دیگا۔

چنانچہ میاں محمد دین صاحب کو صرف تقوےٰ کی بدولت اور مسیح پاک کی مبارک صحبت سے قرآن پاک کا علم سکھایا گیا۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے درس القرآن کے نوٹس اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کا مطالعہ بڑے التزام سے کرتے۔ بلانی کی جماعت آپ کے ذریعہ قائم ہوئی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا۔

"میاں محمد دین صاحب نہایت ہی مخلص اور پرانے لوگوں میں سے ہیں اور تعلق صحبت رکھتے ہیں اپنے ایک بچہ کو جو بی۔اے میں تعلیم پاتا ہے (جناب صوفی غلام محمد صاحب حال ناظر بیت المال) دین کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔"

آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ ضلع گجرات کی جملہ جماعتوں سے چندہ اور کشمیر فنڈ فراہم کرتے تھے۔ مستقل طور پر ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۶ء تک مجلس مشاورت کے نمائندے رہے۔ اور مرزا محمد اشرف صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ مل کر بجٹ تیار کروایا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ کی اراضیات خریدنے سے پہلے آپ کے ذریعہ اس کی گرداوری کروائی۔ اور مرزا محمد اشرف صاحب محاسب ابن مرزا جلال الدین صاحب کے ساتھ مل کر آپ نے زمین خریدی کی آپ سے کئی روایات مروی ہیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کرنے اور آپ کو دبانے کا موقعہ بھی ملا۔ آپ رخصتوں کے اکثر ایام قادیان میں گزارا کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھاتے۔ اور حضرت اقدسؑ کے پاکیزہ کلمات و ملفوظات مبارکہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا کرتے۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم کے وقت قادیان چھوڑنے کو تیار نہ تھے۔ مگر جب ان کو حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد سنایا گیا کہ سارے صحابہ قادیان سے منتقل ہو جائیں۔ تو آپ فوراً لاہور آ گئے۔

۱۵ر نومبر ۱۹۴۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک قافلہ قادیان میں قیام کے لئے روانہ فرمایا تو اس میں تین صحابی ۱۔ میاں محمد الدین صاحب ۲۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب سابق جگت سنگھ اور ۳۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو قادیان جانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ چار سال تک قادیان میں رہے۔ اور مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۵۱ء کو قادیان میں ہی وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ۔ چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم (وکیل القانون) اور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم آپ کی اولاد ہیں۔

وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے،
جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے
اور زیاں کاری کا موجب ہو۔" (کشتی نوح ص۵۲)

از جناب غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خاں

خدا تعالیٰ کے بندے ــــ اور ــــ ان کی صفات

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بارہ صفات بتلائی ہیں۔ ان صفات کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الفرقان کی آخری آیات میں آتا ہے۔ اب ان کی روشنی میں ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہمارے نام بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں۔ کیونکہ اس کی رضا کی جنت تو صرف عباد الرحمان کے لئے خاص ہے۔

۱۔ پہلی صفت خدا کے بندوں کی یہ بتائی ہے کہ انکسار ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ اور عاجزی سے چلتے اور کسی کو دُکھ نہیں دیتے۔

۲۔ جاہلوں سے سامنا ہو تو ان سے بحث و تکرار نہیں کرتے۔ سلام کہہ کر ان سے کنارہ کشی کر لیتے ہیں۔

۳۔ وہ شب بیدار ہوتے ہیں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام و سجود میں گذارتے ہیں۔

۴۔ وہ نہ تو فضول خرچ ہوتے ہیں اور نہ بخیل میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

۵۔ وہ ناحق کسی کا خون نہیں کرتے۔

۶۔ اور نہ ناحق کسی جاندار کو قتل کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں قتل انسانی محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ اسلام کے نزدیک ایک انسان کا قتل ناحق نسل انسانی کے قتل کے برابر ہے۔ لیکن یہ گناہ کبیرہ اور گھناؤنا جرم معمولی سی بات سمجھی جانے لگی ہے۔

۷۔ ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔ کہ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو ایسے ماحول سے احتراز کرنا چاہیئے جس سے جنسی جبلّت کو تحریک ملتی ہو۔

۸۔ عباد الرحمٰن کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ توبہ کرتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں۔ توبہ کرنا اعتراف بشریت ہے۔ اس سے انسان کو مقام عبودیت حاصل ہوتا ہے۔ جو اس کا اصل مقام ہے اور یہی وہ مقام ہے۔ جہاں انسان کو اپنے معبود و مطلوب کا قرب و وصال حاصل ہوتا ہے۔ جو معراج زندگی

ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کی جائے تو دل سے جرم و گناہ کے اثرات دھل جاتے ہیں اور قلب پھر حسین اور منور بن جاتا ہے۔ اور یہ حسن قلب ہے جس کے ذریعہ انسان حسن حقیقی کا ہر رنگ میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس جمالیاتی مشاہدے سے کیف و سرور حاصل کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کا قلب حسین ہو اور ضمیر پاک ہو تو اس سے نیکی اور خیر کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ صالح عمل کرتے ہیں۔ صالح عمل سے وہ عمل مراد ہیں۔ جن سے معاشرے میں فتنہ و فساد کی اصلاح ہو اور امن و سلامتی پیدا ہو۔

۹۔ نویں صفت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ جھوٹ سے بیزار ہیں۔ نہ خود جھوٹ بولتے ہیں اور نہ جھوٹ بولنے والوں کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ نہ وہ جھوٹی شہادت دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ نہ جھوٹے پروپیگنڈے میں عملاً یا اخلاقاً حصہ لیتے ہیں اور نہ جھوٹے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں اور یہ سچ ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے۔ اسی لئے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بدی کی طرف اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جو شخص اکثر جھوٹ بولتا رہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے پس جھوٹے اور کاذب اللہ کے بندے نہیں ہو سکتے

۱۰۔ دسویں صفت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی یہ ہے کہ جب لغو اور بیہودہ مشاغل کے پاس سے گزرتے ہیں تو بڑے وقار سے گزر جاتے ہیں۔ نہ وہاں ٹھہرتے ہیں اور نہ ان میں حصہ لیتے ہیں بلکہ ایسے وقار سے گزرتے ہیں کہ لغو کام کرنے والوں کو احساس ہو کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں لغو اور بیہودہ ہے۔ وقت کو ضائع کرنا ذی وقار لوگوں کے شایانِ شان نہیں۔ اسی لئے لہو الحدیث سے روکا گیا۔

۱۱۔ گیارھویں صفت اللہ تعالےٰ کے بندوں کی یہ ہے کہ جب انہیں نصیحت اور موعظت کے لئے آیات الٰہی سنائی جائیں۔ تو وہ ان پر بہروں اور اندھوں کی طرح ٹوٹ نہیں پڑتے۔ بلکہ انہیں ہوش کے کانوں سے سنتے اور چشم بینا سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پھر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس صفت کا بہت حد تک فقدان ہے۔

۱۲۔ اللہ کے بندوں کی بارھویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اولاد و ازواج کے فتنہ سے پناہ اور ان کے حق میں دعائے خیر مانگتے ہیں۔ تاکہ ان کی زندگی ایسی حسین اور پاکیزہ بن جائے۔ جو ان کے لئے وجہ مسرت ہو۔ اور ان کی آنکھیں انہیں دیکھ کر ٹھنڈی ہوں اور وہ خود متقی لوگوں میں آگے رہنے کی تمنا اور آرزو کرتے رہتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہے۔ خدا تعالےٰ کے پاک بندوں کے گروہ میں بھی داخل ہو جائے ۔

حسن کردار سے قرآن مجسم ہو جا
تجھے ابلیس بھی دیکھے تو مسلماں ہو جائے　(مصلح موعود)

سید عبدالحی

کشمیر

بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کا دار الہجرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی خاص راہ نمائی میں گہرے مطالعہ اور تحقیق کے بعد یہ نظریہ پیش فرمایا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے صلیبی موت سے بچا لیا تھا اور پھر آپ بنی اسرائیل کے دس گم شدہ قبائل کو تلاش کر کے ان کو شرک اور بُت پرستی سے نکالنے اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دینے کے لئے ان تمام علاقوں میں سفر فرماتے رہے جہاں یہ قبائل آباد تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام فلسطین سے نصیبین اور وہاں سے براستہ ہرات ایران۔ افغانستان۔ اور پھر وہاں سے آپ کشمیر گئے۔ اور ان علاقوں میں فرض رسالت ادا کر کے آپ نے کشمیر میں وفات پائی۔ اور محلہ خانیار سرینگر میں آپ مدفون ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں ایسے بیسیوں تاریخی ثبوت دیئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کر کے بنی اسرائیل کے دس قبائل کو جلا وطن کر دیا تھا۔ تو یہ قبائل فارس۔ افغانستان اور کشمیر میں آباد ہو گئے تھے۔

یہ قبائل ایک ہی دفعہ آ کر ان علاقوں میں آباد نہیں ہوئے بلکہ ۷۲۱ قبل مسیح سے یہ قبائل آہستہ آہستہ مشرق کی طرف بڑھتے رہے۔ اور جہاں بھی انہیں مناسب اور موزوں حالات میسر آئے وہاں آباد ہو جاتے۔ کشمیر آب و ہوا کے لحاظ سے انتہائی خوشگوار علاقہ تھا۔ اور دشوار گزار پہاڑوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے یہاں بیرونی حملہ آوروں کا خطرہ بھی کم تھا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس علاقہ کو اپنے لئے انتہائی موزوں اور مناسب پا کر اسے اپنا دوسرا وطن بنا لیا۔ کشمیر کی وجہ تسمیہ اس تاریخی حقیقت پر ایک حد تک روشنی ڈالتی ہے۔

کشمیر کے دو نام۔

کشمیر کے دو نام ہیں۔ عربی، فارسی، چینی اور سنسکرت لٹریچر میں گزشتہ دو ہزار سال سے اس علاقے کا نام

کشمیر یا قشمیر مشہور ہے۔ چنانچہ

۱۔ ۱۳ ویں صدی عیسوی مطابق ساتویں صدی ہجری میں یاقوت الحموی [وفات ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۸ء] نے اپنی مشہور کتاب معجم البلدان میں اس علاقہ کو قشمیر لکھا ہے۔

۲۔ دسویں صدی عیسوی مطابق چوتھی صدی ہجری میں شیخ سعید الصادق ابی جعفر محمد بن علی بن حسین ابن موسیٰ ابن بابویہ القمی نے اپنی مشہور کتاب اکمال الدین واتمام النعمت میں یوز آسف کے متعلق لکھا ہے۔

ثُمَّ انْتَقَلَ مِنْ اَرْضِ سُولَابَطْ وَسَارَ فِیْ بَلَادٍ وَمَدَائِنَ کَثِیْرَۃٍ
حَتّٰی اَتٰی اَرْضًا تُسَمّٰی قَشْمِیْر [اکمال الدین ص۳۵۹]

کہ یوز آسف سولابط کے علاقہ سے نکل کر مختلف ملکوں اور شہروں سے ہوتا ہوا ایک ایسے ملک میں آیا جس کا نام قشمیر تھا۔ [مصنف کتاب کی وفات ۳۸۱ھ ہجری مطابق ۹۹۰ء میں ہوئی ہے]

۳۔ نویں صدی عیسوی مطابق تیسری صدی ہجری۔ شیعوں کی مشہور کتاب صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد صاحب الزمان میں یہ ذکر ہے کہ کشمیر کے عیسائیوں نے اپنا ایک نمائندہ نامی ہندی کشمیر سے باہر بھیجا۔ تاکہ وہ یہ معلوم کر سکے کہ آیا اس عظیم الشان نبی کا ظہور ہو چکا ہے یا نہیں۔ جس کی بشارت مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ یہ نمائندہ ۲۶۴ ہجری میں ماوراء النہر سے واپس کشمیر پہنچا۔

۴۔ ساتویں صدی عیسوی میں ایک چینی سیاح (HASUAN STANG) نے ۶۳۱ء سے ۶۳۳ء تک کشمیر اور ہندوستان کی سیاحت کی۔ اس نے اپنی یادداشتوں میں کشمیر کو KIA-CHI-MI-LO لکھا ہے۔[1]

(چینی ر کو لام پڑھتے تھے اس لحاظ سے گویا اس نے اس علاقے کا نام کشمیر ہی لکھا ہے)

۵۔ چھٹی صدی عیسوی یعنی ۵۵۰ء میں ایک اور چینی سیاح SUNG YUN. نے کشمیر کو SHIE-MI لکھا ہے[2] یہ بھی لفظ کشمیر کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم چھٹی صدی عیسوی تک وادی کا نام کشمیر ہی تھا۔

وجہ تسمیہ

سنسکرت اور ہندی کتابوں میں کشمیر نام کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے۔ کہ یہ وادی پہلے ایک بہت بڑی جھیل

---

[1] و [2] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ کشمیر

تھی۔ ایک ہندو بزرگ کشپ رشی نے اس جھیل کا پانی اوڑی کے قریب دریائے جہلم کی موجودہ گزرگاہ سے نکالا۔ اس لئے یہ وادی اس رشی کے نام پر کشمیر کہلائی۔ ؎۱

کشمیر کا دوسرا نام :-

لیکن وادی میں سکونت پذیر اقوام نے کبھی اپنے علاقہ کو کشمیر اور اپنی قوم کو کشمیری نہیں کہا بلکہ ان کے ہاں اس وادی کا نام کَشِیر ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے کشمیری زبان کو کَشُر اور کشمیری قوم کو کَشِر (واحد کَشُر) کہتے چلے آئے ہیں کَشِیر اور اس کے مذکورہ مشتقات نامعلوم زمانہ سے کشمیری زبان میں مستعمل ہیں اس وادی یہاں رہنے والی اقوام اور ان کی زبان کے یہ نام کیوں رکھے گئے؟ اس سلسلے میں اگر سنسکرت۔ فارسی۔ عربی اور دیگر مقامی زبانوں کا مطالعہ کیا جائے۔ تو کَشُر یا کَشِیر سے ملتا جلتا کوئی ایسا لفظ نہیں ملتا جس سے کشمیر یا کشمیریوں کو کوئی تاریخی جغرافیائی یا معاشرتی مناسبت ہو۔

چند سال ہوئے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا معرکۃ الآراء مضمون "الکفر ملۃ واحدۃ" (شائع شدہ الفضل ۲۱ مئی ۱۹۴۸ء) پڑھ رہا تھا اس میں حضور نے عالم اسلام کو کشمیر اور فلسطین کے مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ضمناً فرمایا ہے۔

"کشمیر کی جنگ میں بھی کاشر یعنی کشمیر کا نام سننے میں آتا ہے اور فلسطین کی جنگ میں بھی کاشر شہر کا ذکر بار بار آ رہا ہے۔ اسی کاشر کے نام پر کشمیر کا نام کاشر رکھا گیا تھا۔"

اس بلیغ اشارے سے میری توجہ اس طرف ہوئی کہ ہوسکتا ہے کہ کَشِیر اور کَشُر کا لفظ عبرانی ہو اور اگر عبرانی میں یہ الفاظ ملیں تو پھر علیٰ وجہ البصیرت یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ عبرانی بولنے والے بنی اسرائیل کے مہاجر قبائل نے علاقہ کشمیر کو کَشِیر کا نام دیا ہو چنانچہ تحقیق سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات صحیح ثابت ہوئی۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔

KASHER (כשר) ORIGINAL MEANING "FIT"
'PROPER' AS IN ESTH. 8:5

کہ عبرانی میں کَشِیر کے بنیادی معنے "موزوں اور مناسب" کے ہیں۔ جیسا کہ آستر کی کتاب کے آٹھویں باب کی آیت ۵ میں یہ لفظ سب سے پہلے (بطور صفت) استعمال ہوا ہے۔

؎۱ راج ترنگنی

Later in rabbinical literature it took the meaning of 'fit' 'permitted' in contradistinction to Hasul and Terefah (unfit forbidden)

کہ بعد میں ربیوں کے لٹریچر میں اس لفظ نے "جائز و طیب" کا مفہوم اختیار کر لیا۔ جو حرام اور غیر طیب کے مقابل کا مفہوم ہے۔

The word crept unto the common parlance of the Jews and the verb 'KASHEREN' was formed to denote any process by which food or vessals for food are made ritually fit for use.

کہ یہ لفظ آہستہ آہستہ یہودیوں کی گفتگو کا حصہ بن گیا۔ اور اس سے "کشیرین" فعل بنایا گیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مذہبی رسوم کے مطابق کھانے یا کھانے کے برتنوں کو "پاک" کیا جائے۔ یہودی شریعت کے مطابق جانور ذبح کرنے کو بھی کشیریت ہی کہتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مقالہ نگار نے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آستر باب ۸ آیت ۵ میں جو عبرانی لفظ "مناسب اور موزوں" کے لئے استعمال ہوا ہے اس کا تلفظ KO'SHER کُشِیر ہے اور یہی لفظ شمالی یورپ میں KOSHER اور جنوبی یورپ میں KASHER کے تلفظ سے بولا جاتا ہے۔ اور اس کے معنی حلال گوشت کے ہوتے ہیں۔ اس سارے مبحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کُشُر اور کشیر کے مندرجہ ذیل معنے ہیں۔

۱۔ مناسب اور موزوں۔ کشمیر کی آب و ہوا سرسبزی اور محفوظ علاقہ ہونے کی وجہ سے یہ اس کا مناسب ترین نام تھا جو یہودی رکھ سکتے تھے۔

۲۔ پاک طیّب۔ چونکہ بنی اسرائیل فلسطین کو بھی ارض مقدس کہتے تھے اس لئے انہوں نے کشمیر کو بھی "پاک سرزمین" قرار دیا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ کشمیر کو "وادی اقدس" لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ تخت سلیمان کے کتبے کی عبارت میں یہ مذکور ہے کہ

" دریں وقت حضرت یوز آسف از بیت المقدس بجانب وادی اقدس مرفوع شدہ دعوی پیغمبری کرد "[۱] کہ ان دونوں حضرت یوز آسف بیت المقدس سے اس پاک وادی میں وارد ہوئے اور آپ نے رسالت کا دعوی فرمایا ہے۔

۲۔ چونکہ اس زمانے میں ہندوستان کے آریہ تمام غیر آریہ اور غیر مذہب لوگوں کو ملیچھ (ناپاک) قرار دیتے تھے اس لئے ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنے ہم مذہبوں کو کشپ (پاک) کہنا شروع کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

کشمیر میں اسرائیلی آثار۔۔۔

یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ کہ کشمیر میں بنی اسرائیل جو اس کثرت سے آباد تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام ملکوں کا سفر کرکے اس علاقے کو ہی اپنا وطن قرار دے دیا۔ تو کشمیر میں بنی اسرائیل کے آثار۔ زبان۔ تمدن۔ تہذیب آثار قدیمہ اور لٹریچر میں کیوں واضح نہیں ملتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بنی اسرائیل عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے سات سو سال قبل سے کشمیر اور لداخ، تبت وغیرہ میں آباد ہوگئے تھے، ان میں سے ایک کثیر تعداد نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر بدھ مذہب قبول کر لیا تھا اور چونکہ وہ فاتح کی حیثیت سے نہیں بلکہ پناہ گزینوں کی حیثیت سے آئے تھے اس لئے انہوں نے اسی میں اپنی عافیت سمجھی کہ وہ اپنا علیحدہ قومی تشخص قائم رکھنے کی بجائے قدیم باشندوں میں ضم ہو جائیں۔ مسیح علیہ السلام نے اس علاقے میں آکر بدھ مذہب کی تعلیمات کا مطالعہ کیا۔ اور پھر ان لوگوں کو عیسائی بنایا۔ اس لئے ان کی سابقہ قومی روایات نے اس علاقے پر گہرے اثرات نہ چھوڑے اور پھر چونکہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی تربیت میں لمبا عرصہ رہے۔ اس لئے وہ صاف ستھرے اور سادہ عیسائی تھے۔ ان میں وہ یہودی رسم و رواج کم تھے۔ جن کی شریعت موسوی میں کوئی سند نہ ملتی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی لمبی تربیت میں اس قوم کو موحد بھی بنایا اور ان کی طبائع میں آنے والے عظیم الشان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے بحیثیت قوم نبی موعود صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش کی[۳] اور ان کی اکثریت مسلمان ہوگئی۔ تاہم قومی عادات اور خدوخال ایسے خصائص تھے جنہیں امتداد زمانہ اور تاریخی حوادث ان سے چھین نہ سکے۔

چنانچہ ابتدائی یورپین سیاح جارج فورسٹر George Forster لکھتے ہیں:۔ (باقی صفحہ ۳۲ پر)

---

[۱] تاریخ کشمیر قلمی صفحہ ۱۶۹ [۲] تاریخ کشمیر قلمی صفحہ ۱۶۹ و بھوشیہ پران
[۳] صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ جلد ۳ صفحہ ۳۳۴

از مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کراچی

لین دین کے بارے میں

اسلامی تعلیم

اسلام ایک ایسا پیارا اور مکمل مذہب ہے کہ اس نے ضابطۂ حیات کے جو قوانین اور اصول مقرر فرمائے ہیں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف پوری پوری راہ نمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ معاشرہ میں حقوق العباد کو پورے اہتمام اور انہماک سے ادا کرنا بہت ہی اہم اور کارِ ثواب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقوق العباد کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے اور بجا لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوتوں کا مالک بنا کر بھیجا تھا اور اس سے یہی منشا تھا کہ اپنے محل پر ہم ان قوتوں سے کام لے کر نوعِ انسان کو فائدہ پہنچائیں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جب تک ایک منتظم رنگ میں ادا نہ کیا جائے۔ اس وقت تک انسان نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر البقرہ صفحہ ۳۵۶)

باہمی لین دین حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس بارے میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ لوگوں کے مالی تجارت لے کر جاتے تھے۔ اور آپؐ نے امانت و دیانت کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھلایا جس سے آپؐ نے لوگوں کے دل موہ لئے۔ اور اپنوں اور غیروں میں امین و صدوق کا لقب پایا۔

باہمی لین دین کے متعلق بہت سے امور ہیں۔ جو ہمیں روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے ہیں مثلاً

اوّل۔ ماپ تول پورا پورا دینا چاہیئے۔

دوم - ایفائے عہد کرنا چاہیئے۔
سوم - امانت کی ادائیگی عند الطلب کرنی چاہیئے۔
چہارم - خیانت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔
پنجم - عدل و انصاف کرنا چاہیئے۔
ششم - بخل سے پرہیز کرنا چاہیئے۔
ہفتم - سود سے ممانعت کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔
ہشتم - ناجائز طور پر ایک دوسرے کا مال نہیں کھانا چاہیئے۔
نہم - قرض کے متعلق جو احکام قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں انکی پابندی کرنی چاہیئے۔
دہم - اشیاء میں ملاوٹ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ

اب ان میں سے بعض شقوں کے متعلق اختصار کے ساتھ اسلامی احکام اور ہدایات درج ذیل ہیں۔
ماپ تول کے متعلق قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنی قوم کے نام سنایا ہے:

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ

(سورۃ اعراف آیت ۸۶)

ترجمہ - "پس چاہیئے کہ ماپ اور تول پورے دیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں حق سے کم نہ دیا اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کیا کرو۔"

دوسری جگہ قرآنی ارشاد اس طرح پر ہے۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۳۶)

ترجمہ " اور جب تم (کسی کو کچھ) ماپ کر دینے لگو تو ماپ پورا پورا دیا کرو۔ اور (جب تول کر دو تو بھی) سیدھے ترازو کے ساتھ تول کر دیا کرو۔ یہ بات سب سے بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھی ہے۔

اسی طرح شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ○ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

الْمُسْتَقِيْمِ ہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ہ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ہ
(سورۃ الشعراء آیات ۱۸۲ تا ۱۸۵)

ترجمہ (اے لوگو) پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو۔ اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والے مت بنو اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں (ان کے حق سے) کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں ہرگز فساد نہ کیا کرو۔ اور جس نے تم کو اور تم سے پہلی مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ اس کا تقویٰ اختیار کرو۔"

ناپ تول میں کمی کرنے کے بارے میں قرآن حکیم میں سخت عذاب کی تہدید کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ہ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ہ
وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ہ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ
اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ہ (المطففین آیت ۲ تا ۵)

ترجمہ۔ سودا سلف میں وزن کم کرکے دینے والوں کے لئے عذاب (ہی عذاب) ہے (ان کے لئے) جو تول کر لیتے ہیں تو خوب پورا کرکے لیتے ہیں۔ اور جب (کوئی چیز) دوسروں کو تول کر دیتے ہیں تو پھر وزن میں کمی کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔

سورۃ نور کی تفسیر میں تجارت کے متعلق اسلامی احکام بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ساتواں حکم قرآن کریم یہ دیتا ہے کہ ناپ تول اور وزن درست ہونا چاہیئے تاجروں میں بالعموم یہ خرابی پائی جاتی ہے کہ جائز طور پر مال کمانے کے علاوہ وہ ناپ تول میں ضرور کچھ نہ کچھ کمی کر دیتے ہیں۔ پہلے تو وہ صرف ڈنڈی مارا کرتے تھے۔ مگر اب کئی قسم کے بٹے بنائے گئے ہیں۔ پہلے بھی جب اسلام میں تجارت کا زور تھا۔ لوگوں میں یہ نقص پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ پرانی کتب میں بھی ذکر آتا ہے کہ اس زمانہ میں تین قسم کے بٹے ہوا کرتے تھے۔ ایک لینے کے لئے ایک دینے کے لئے اور ایک افسروں کو دکھانے کے لئے۔ پس پہلے بھی یہ نقص تھا مگر اس زمانہ میں اس نقص نے بہت بڑی وسعت اختیار

[illegible]

طور پر ذکر آتا ہے کہ اگر کوئی شخص غلہ خرید کر اسے روک لیتا ہے کہ جب غلہ مہنگا ہو گا تو اُس وقت میں اسے فروخت کروں گا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے....
لیکن اس سے عام استدلال بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس حکم کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگ کسی چیز کو روک کر نہ رکھیں تاکہ لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو.....
اور ہر شخص جو احتکار کے نتیجہ میں روپیہ کماتا ہے۔ اسے اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ حرام خوری کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکاتا ہے اللہ تعالےٰ نے دنیا کمانے کے جو جائز ذرائع رکھے ہوئے ہیں صرف ان ذرائع سے کام لینا چاہیئے۔ ناجائز اور گندے اور ناپاک ذرائع جن کا اسلام دشمن ہے۔ جن سے اُس نے بڑی شدت سے منع کیا ہے ان کو اختیار کرنا دین کی ہتک کرنا اور خدا تعالےٰ کی نگاہ میں مورد غضب بننا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۲۲۴۔۲۲۶)

حدیث شریف میں احتکار کے متعلق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ ۔ (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

کہ جو شخص غلہ اور کھانے کو روکتا ہے تاکہ گراں فروخت کیا جائے۔ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ جذام اور افلاس کی سزا دے گا۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سورۃ الکوثر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پھر شہری حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ لین دین کے معاملات میں خرابی نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اس حق کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ چنانچہ اسلام نے بھاؤ کے بڑھانے اور سودا مہنگا کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تجارت میں فیل کرنے کے لئے بھاؤ کو گرا دینے سے بھی منع فرمایا۔ ایک دفعہ مدینہ میں ایک شخص ایسے ریٹ پر انگور بیچ رہا تھا جس ریٹ پر دوسرے دوکاندار نہیں بیچ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ پاس سے گزرے تو انہوں نے اس شخص کو ڈانٹا۔ کیونکہ اس طرح باقی دوکانداروں کو نقصان پہنچتا تھا۔ غرض اسلام نے سودا مہنگا کرنے سے روک دیا۔ اور بھاؤ گرانے سے بھی روک دیا۔ تاکہ نہ دوکانداروں کو نقصان ہو۔ اور نہ پبلک کو

نقصان ہو ......" (تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصہ سوم ص۴۲۵)

ناقص مال کی فروختگی سے بھی اسلام نے منع فرمایا ہے۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پھر تجارت ہے اس کے متعلق بھی اسلام نے کئی قسم کے اصول مقرر کر دیئے ہیں۔ تاکہ کوئی تجارت ایسی نہ ہو جس میں دھوکہ ہو .... اسلام کہتا ہے کہ بغیر دیکھے مال نہیں لینا چاہیئے۔ مثلاً کوئی تھان ہو تو کوئی دوکاندار اسے یونہی نہیں بیچ سکتا بلکہ خریدار اگر اسے دیکھنا چاہے تو دوکاندار کا فرض ہو گا کہ دکھائے۔ پھر یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی دوکاندار اپنے گاہک سے کہے کہ تم اگر اسے اسی طرح سے لو تو میں تمہیں کم قیمت پر دے دوں گا۔ یا کوئی کنکر مار دے اور کہے کہ جس چیز پر یہ کنکر پڑے وہ میری چیز ہے۔ یا کوئی یہ کہے کہ میں یہ ڈھیر خریدتا ہوں۔ اور اس کا وزن نہ کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بازار گئے۔ وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ ڈھیر گندم کا اتنے کا ہے۔ اور یہ ڈھیر اتنے کا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مارا تو نیچے کے دانے گیلے تھے۔ آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا یہ دانے گیلے کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ بارش ہو گئی تھی جس کی وجہ سے دانے گیلے ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا گیلا حصہ اندر کیوں ڈالا گیا ہے۔ پھر آپ نے اس قسم کے سودے کو ناجائز قرار دے دیا۔ اسی طرح فرمایا کہ لین دین میں کسی قسم کا دھوکا نہ ہو ......"

(تفسیر کبیر سورۃ الکوثر جلد ششم جز چہارم حصہ سوم ص۴۲۶)

اس بارہ میں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

کہ جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللهِ (مشکوٰۃ)

کہ جو شخص کسی کے پاس دھوکہ سے ناقص اور عیب والی چیز فروخت کرتا ہے۔ اور خریدار کو یہ عیب بتلاتا نہیں ہے وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے

اسی طرح اسلام نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص کے سودے پر سودا کیا جائے۔ اس

سے خواہ مخواہ فرخ بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

لم یسم الرجل علی سوم اخیہ (صحیح مسلم)

کہ جب ایک شخص سودا کر رہا ہو۔ تو اس کے سودے پر سودا نہیں کرنا چاہئے۔

لین دین کے بارے میں بعض دوسری احادیث یہ ہیں۔

۱۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء

(مشکوٰۃ باب البیوع)

کہ دیانت دار تاجر انبیاء علیہم السلام اور صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوں گے۔

۲۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التجار یحشرون یوم القیامۃ فجاراً

الا من اتقی وبر وصدق (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

بد دیانتی کرنے والے تاجر قیامت کے دن بدکار لوگوں کے گروہ میں ہوں گے سوائے ان تاجروں کے جو خدا تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور نیک اور راستباز ہوں گے۔

۳۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے لوگو پاک چیزیں کھاؤ۔ پھر حضورؐ نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو خدا تعالےٰ سے دعا مانگتا ہے۔ مگر اس کا کھانا اور پینا اور اس کا لباس یہ سب کسب حلال سے نہیں ہوتے۔ بلکہ ناجائز ذرائع سے ہوتے ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔

فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ

ایسے شخص کی دعا قبول کیسے ہو سکتی ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب البیوع)

مَیں ایسے محترم بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہیں کہ آیا وہ خدا تعالےٰ اور اس کے برگزیدہ رسولؐ کے احکام پر چلنے والے ہیں۔ اور اس خدائی ارشاد کو کبھی نہ بھولیں۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

کہ جن باتوں کے کرنے کا خدا کا برگزیدہ رسول حکم دے ان کی پوری طرح فرمانبرداری کرو۔ اور ان پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اور جن باتوں سے وہ منع کرے ان باتوں سے بکلی پرہیز کرو۔ اور کبھی ایسی باتوں کو اختیار نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح اسلامی تعلیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللہ

مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا

بدرسوم کے خلاف جہاد

[یہ مضمون اجتماع انصار اللہ ۱۹۷۶ء میں پڑھا گیا] ———

اسلام ایک کامل اور پُر حکمت دین ہے۔ اس کی تعلیم فطرت کے عین مطابق، میانہ روی اور سادگی پر مشتمل ہے۔ نہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط بلکہ صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرنا اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے غلط رسم و رواج کو مٹا کر توحید حقیقی قائم فرمائی۔ اور آپ کے کامل اور حسین اسوہ سے ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آیا۔ اور دنیا نے انقلاب عظیم کا نظارہ دیکھا۔ مگر مرور زمانہ سے متاثر ہو کر مسلمان اسلامی تعلیمات سے غافل ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ توحید حقیقی سے محروم، بدرسوم میں گرفتار اور اسلام کی پاکیزہ تعلیم سے بے بہرہ ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اپنے پاکیزہ عملی نمونے، آیات بینات اور براہین ساطعہ سے رسوم و بدعات کو مٹا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی فرمائی۔ آپ ایک فتح نصیب جرنیل تھے۔ آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اس جہاد کو جاری رکھا۔ مگر جماعت احمدیہ چونکہ خدا کے فضل سے ایک ترقی کرنے والی جماعت ہے۔ اس لئے نئے داخل ہونے والوں کو پیشِ نظر رکھ کر نیز احمدیوں کی نئی پود کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت اہم اعلان فرمایا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

" اس وقت میں اصولی طور پر ہر گھرانے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا۔ جس طرح دودھ سے مکھی ....

میں ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لئے جس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام معبوث ہوئے تھے۔ ہر بدعت اور بد رسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونگے۔ اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لئے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پر بند کر دیں گے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء)

رسوم تو دنیا میں بہت سی پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن اس وقت میں چند رسوم کی طرف ہی توجہ دلا سکونگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ رسوم کا تعلق زیادہ تر یا تو بچوں کی پیدائش کے ساتھ ہی ہوتا ہے یا شادی بیاہ کے ساتھ یا انسان کی وفات کے ساتھ ان کا تعلق ہوتا ہے۔

بچے کی پیدائش پر اس کے کانوں میں اذان و اقامت کہنا اور ساتویں روز اس کا عقیقہ کرنا تو مسنون ہے مگر اس موقعہ پر دعوت کرنا اور عزیز و اقارب کو بلا کر فضول خرچی درست نہیں۔

شادی کے موقعہ پر رسوم کی تقلید ناجائز ہے۔

شادی کے موقعہ پر بہت سی بد رسوم کی تقلید کی جاتی ہے۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہماری قوم میں ایک یہ بھی رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپے کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں۔ اور آتشبازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع ہوجاتا ہے۔ گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے۔ اور چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔"

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۱ء)

جہیز اور بری کی نمائش ممنوع ہے

جہیز اور بری کی نمائش نہایت قبیح نتائج کا باعث ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ حضرت المصلح الموعود

رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

"اس میں شبہ نہیں کہ جہیز اور بری کی رسوم بہت ہی بری ہیں۔ اس لئے جتنی جلدی ممکن ہو۔ ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(مصباح ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء)

مہندی کی بدرسم۔

شادی کے موقعہ پر ایک بدرسم مہندی کی ہے جو لڑکی کے گھر بھجوائی جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں۔

"مَیں نے حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی سے اس کے متعلق دریافت کرایا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مہندی کی رسم نہ کبھی ہمارے ہاں ہوئی اور نہ آپ کے زمانہ میں قادیان میں کسی احمدی کے ہاں یہ رسم ادا ہوئی۔ . . . . . شادی کے موقعہ پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہیئے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء)

ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ ممنوع ہے۔

وفات کے موقعہ پر بہت سی بدرسوم اور بدعات ہیں۔ جن سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ ایک بدرسم چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں . . . . اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۹)

رسم قل خوانی۔

پھر رسم قل خوانی ہے۔ جو وفات کے تیسرے دن منائی جاتی ہے۔ یہ محض ایک رسم ہے جس کا شریعت

سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"قل خوانی کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ صدقہ دعا اور استغفار میت کو پہنچتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ملاؤں کو اس سے ثواب پہنچ جاتا ہے۔ سو اگر اسے ہی مردہ تصور کر لیا جائے اور واقعی ملاں لوگ روحانیت سے مردہ ہی ہوتے ہیں۔ تو ہم مان لیں گے۔"

(روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۲۹۵)

یہ تو وہ رسوم و بدعات ہیں جو پیدائش شادی بیاہ اور وفات کے وقت منائی جاتی ہیں۔ احمدی احباب ان سے کلی طور پر پرہیز کریں۔ اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کریں۔

ریڈیو گانے :۔

بعض اور بد رسوم اور بدعات بھی ہیں جن سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک ریڈیو گانے ہیں۔ ٹی وی کی ایجاد سے ان کی برائیوں میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں :۔

"علمی ادبی تقاریر اور خبروں کے سننے کے لئے ریڈیو مفید ہے۔ یا کوئی ادبی مضمون یا ڈرامہ جس میں گانا نہ ہو۔ باقی قوالی نعت وغیرہ سب ناجائز ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ساری باتیں گندی ذہنیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور وقار کو تباہ کرنے والی ہیں۔"

(الفضل ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء)

سگریٹ حقہ نوشی دجالی علامت ہے ۔

تمباکو نوشی ایک خطرناک چیز ہے۔ جو بہت سی برائیوں اور بد اخلاقیوں کا منبع ہے اس سے پرہیز کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"حقہ نوشی تمام بد اخلاقیوں کا منبع ہے اور اس سے انسان پست ہمت اور دوسروں کا غلام ہو جاتا ہے۔ اس عادت سے بہت سے امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً

اعصاب کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دمہ، رعشہ اور بیسیوں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ......
...... ہمارے بازاروں میں حقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے کارکنوں کو سختی سے اس امر کی نگرانی کرنی چاہیئے ...... دجال کی ایک علامت تو یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اس کے آگے بھی دھواں ہوگا اور پیچھے بھی۔ سگریٹ پینے والا منہ سے دھواں نکالتا ہے۔ پھر دھواں پیچھے کو چلا جاتا ہے۔ یورپین لوگ جدھر جائیں گے سگریٹ پیتے جائیں گے۔ یہ بھی دجالی علامت ہے، اور مسیح موعود علیہ السلام دجالی علامتوں کو مٹانے آئے تھے۔ پس تم بھی دجالی عادات کو چھوڑ دو"

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۳ جون ۱۹۲۵ء)

ایک بد اور مخرب الاخلاق رسم سینما بینی ہے۔ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"اس کے متعلق میں جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضکہ کسی تماشے میں بالکل نہ جائے اور اس سے کلی پرہیز کرے۔ ہر احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت سمجھتا ہے۔ اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا جائز نہیں" (مطالبات ص۲۷)

پھر حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"سینما ...... اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویا اور سینکڑوں شریف گھرانوں کی لڑکیوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے۔ اور سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر میں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہیئے۔" (خطبہ جمعہ ۸ دسمبر ۱۹۲۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دس شرائط بیعت میں چھٹی شرط یہ مقرر فرمائی ہے۔

"یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز رہے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔"

پس ہمیں نہایت مستعدی سے یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم بد رسوم اور بد عادات سے بچتے رہیں گے اور ہمارا دستور العمل وہی ہوگا جو اللہ تعالٰے کے کلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے مطابق ہے۔ اللہ تعالٰے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

—(کشمیر بقیہ صفحہ ۲۴)—

On first seeing the Kashmirian in their own country I imagined from their garb, the cast of their countenance which was long and grave aspect, and the forms of their beard, that I had come among a nation of Jews.

Letter on a journey from Bengal to England (1808) London Vol II page 20

کہ کشمیریوں کو ان کے مخصوص لباس، چہرے کے خدوخال اور ڈاڑھی کے ساتھ ان کے وطن میں دیکھ کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں یہودیوں کی کسی قوم میں آ گیا ہوں۔

(۱۱) FRANÇOIS BERNIER لکھتے ہیں۔

There are however many mrks of Judaism to be found in this Country on entering the Kingdom after crossing the peer-punchal mountains, the inhabitants in the frontier villages struck me as resembling Jews. Their countenances and manners, and that undescrible peculiarity which enables a traveller to distinguish the inhabitants of different nations, all seemed to belong to the ancient people. You are not to ascribe what I say to mere fancy, The Jewish appearance of these villagers having been remarked by

our father, The Jesuit and some other Europeans long before I visited Kashmir.
(Travels in the Moghul Empire P. 930)

کہ اس ملک میں یہودیت کے بہت سے نشانات ملتے ہیں۔ پیر پنجال کے کوہستانوں کو عبور کرکے اس ملک میں داخل ہوتے ہی مجھے کشمیر کے سرحدی دیہات کے باشندے بالکل یہودیوں سے مشابہہ نظر آئے۔ ان کے چہرے اطوار اور وہ ناقابل بیان خصوصیات جو ایک سیاح کو مختلف اقوام میں فرق کرنے کے قابل بناتی ہیں، کشمیریوں کو اس قدیم قوم یہود سے متعلق ظاہر کرتی تھیں۔ جو کچھ میں نے بیان کیا آپ اسے محض افسانہ نہ سمجھیں۔ ان دیہاتیوں کی یہودی شکل و شباہت کو مجھ سے بہت پہلے یورپ کے دوسرے سیاحوں نے بھی نوٹ کیا ہے۔

سہ ماہی اوّل میں ۱۹۷۸ء کا بجٹ سو فیصدی ادا کرنیوالی

مجالس انصار اللہ

مندرجہ ذیل مجالس نے سال انصار اللہ کا بجٹ ۳۱ مارچ ۱۹۷۸ء تک سو فیصدی ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے عہدہ داران اور اراکین کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ اور اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین۔

ضلع فیصل آباد:۔ جڑانوالہ۔ رنجیت کھیم سنگھ والا ۸۹ ج ب رتن۔

ضلع شیخوپورہ۔ داربرٹن۔ سیتپا سودا۔

ضلع جھنگ:۔ گڑھ مہاراجہ موڑ

ضلع سیالکوٹ:۔ ملیانوالہ۔ بھوڈی ملیاں

پنڈی بھاگو۔ شیرو کے ٹیالی۔ پسرور

سیان ترسکہ

ضلع گوجرانوالہ۔ کولوتارڑ۔ تولیکی

ضلع سرگودھا۔ چک ۸۰ شمالی

ضلع گجرات۔ چک نوالی۔ گوڑیالہ۔ کیرانوالہ سلوک کلاں بارموسے۔

ضلع دہاڑی۔ چک ۱۹۳ شتاب گڑھ

ضلع مظفر گڑھ $\frac{226}{TDA}$

ضلع رحیم یار خاں۔ بستی بابا اللہ بخش $\frac{184}{7R}$

ضلع ... نگر

ضلع تھرپارکر نبی ۲۵ کا چیلو۔ نورنگر۔ گوٹھ احمدیہ

ضلع لاڑکانہ۔ دارہ

ضلع سکھر۔ شکارپور

(قائد مال مجلس انصار اللہ)

مختصر جائزہ کارکردگی ناظمین اضلاع انصار اللہ پاکستان

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد کل مجالس	ماہ [illegible] رپورٹ بھجوانے والی مجالس کی تعداد	تعداد مجالس [illegible] ۱۹۷۷ء	[illegible] تحریک جدید [illegible] کی تعداد	[illegible] ۱۹۷۸ء [illegible] والی مجالس کی تعداد	[illegible] ماہانہ اجلاس [illegible] مجالس	[illegible] مجالس کی تعداد	[illegible] ریٹ	[illegible] ضلع
۱	ضلع جھنگ	۲۷	۸	۲	ضلع جھنگ ۲۶، ربوہ ۹۰ } ۱۱۶	۲۶	۱۶	۵		۲|-
۲	" فیصل آباد	۱۰۰	۲۰	۳	۱۳۰	۵۰	۳۹	۱۰		۲|۲
۳	" شیخوپورہ	۵۷	۳۹	۳	۵۰	۴۶	۲۰	۸		۲|۲
۴	" سرگودہا	۶۲	۵	۲	۶۸، اجنبی ۲۰ } ۸۸	۱۲	۶	۷		۱
۵	" لاہور	۱۸	۴	۵	۲۰۰، علاوہ ۱۷۵	۷	۷	۲		۲|۳
۶	" گوجرانوالہ	۴۴	۳	-	۵۷	۱۷	۱۸	۸		۲|-
۷	" سیالکوٹ	۱۱۰	۲۳	۹	۱۷۶	۷۸	۵۰	۱۹		۲|۲
۸	" گجرات	۴۷	۱۶	۴	۷۲	۴۱	۲۱	۱۱		۲|۳
۹	" جہلم	۱۵	۱	۲	۱۷	۹	۱۰	۳		۰
۱۰	" راولپنڈی	۱۴	۲	۲	۳۸	۷	۵	۶		۱
۱۱	" پشاور	۶	-	۱	۳۰	۲	۵	۱		۱
۱۲	" مردان	۱	-	-	۶	-	۱	-		۱
۱۳	" ساہیوال	۲۹	۵	۲	۳۵	۱۷	۱۶	۴		۲|۲
۱۴	" مظفرگڑھ	۲۱	-	-	۲۰	۳	۱۵	۳		۰
۱۵	" ملتان	۲۹	۲	-	۴۸	۱۲	۱۷	۴		۱
۱۶	" ڈیرہ غازی خان	۱۳	-	۱	۲۱	۱۳	۲	۲		۲|۲

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد کل مجالس	باقاعدہ رپورٹ بھجوانے والی مجالس کی تعداد	تعداد مجالس جن کی رپورٹ ماہ مارچ ۱۹۷۸ء آئی	رسالہ انصاراللہ کے خریداران کی تعداد	حلقہ وار اجتماع منعقد کرنے والی مجالس کی تعداد	مجالس جن میں ہفتہ وار اجلاس ہوا	سہ ماہی اول میں چندہ تحریک جدید دینے والی مجالس کی تعداد	ماہ مارچ ۷۸ء کی رپورٹ ناظم ضلع
۱۷	ضلع رحیم یار خان	۱۹	۴	-	۱۶	۱۵	۱۰	۳	-
۱۸	" بہاولپور	۱۳	۸	۱	۳۲	۱۲	۱۰	۵	½
۱۹	" بہاولنگر	۲۴	۱۳	۱	۳۰	۲۲	۱۳	۱	-
۲۰	" سکھر	۶	۱	۱	۲۴	۶	۳	۳	½
۲۱	" حیدرآباد	۱۵	۱		۳۴	۲	۷	۲	-
۲۲	" کراچی	۴	۴	۴	۲۲۵ + ۸۰ ایجنسی ایجنسی اپریل سے ۵۰ کل = ۳۵۵	۴	-	۲	½
۲۳	" کوئٹہ	۱	۱	۱	۹+۱۲=۲۱	-	-	-	-
۲۴	" بدین	۸	-	-	۱۲	۳	۶	۲	-
۲۵	" تھرپارکر	۲۶	۲	۲	۶۸	۱۷	۸	۶	-
۲۶	" نوابشاہ	۲۲	۱	-	۵۰	۲	۱۳	۱	-
۲۷	" خیرپور	۷	-	-	۱۰	-	۷	-	-
۲۸	" سانگھڑ	۵	۱	۱	۱۰	۳	۴	-	-
۲۹	" دادو	۳	-	-	۳	۱	۲	-	-
۳۰	" لاڑکانہ	۱۲	۲	-	۱۸	۳	۱۰	۱	-
۳۱	" ہزارہ	۶	-	-	۶	۱	۵	۱	-

— رسالہ انصاراللہ —

توسیع اشاعت کے لئے آپ کے تعاون کا محتاج ہے

گناهوں سے بچنے کی توفیق

''یقیناً یاد رکھو کہ گناھوں سے بچنے کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب انسان پورے طور پر الله تعالی پر ایمان لاوے - یہی بڑا مقصد انسانی ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے - دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ھوتا ہے بچہ تو اس کو ھاتھ میں پکڑنے کی خواهش کر سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ھے کہ سانپ کاٹ کھائے گا اور هلاک کر دے گا وہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اس کی طرف لپکے بلکه اگر معلوم ھو جائے کہ کسی مکان میں سانپ ھے تو اس میں بھی داخل نہیں ھوگا - ایسا ھی زھر کو جو هلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسے کھانے پر وہ دلیر نہیں ھو گا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زھر یقین نہ کر لے اس سے بچ نہیں سکتا - یہ یقین معرفت کے بدوں پیدا نہیں ھو سکتا - پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناھوں پر اس قدر دلیر ھو جاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالی پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے - اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ھے اگر یہ بات پیدا نہیں ھوتی تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ معاذ الله اسلام اپنے اصلی مقصد سے خالی ہے - لیکن میں کہتا ھوں کہ ایسا نہیں - یہ مقصد اسلام ھی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اس کا ایک ھی ذریعہ ہے مکالمات اور مخاطبات الہیہ - کیونکہ اسی سے خدا تعالی کی هستی پر کامل یقین پیدا ھوتا ہے اور اسی سے معلوم ھوتا ھے کہ فی‌الحقیقت الله تعالی گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے - گناہ ایک زھر ہے جو اول صغیرہ سے شروع ھوتا ہے اور پھر کبیرہ ھو جاتا ہے - اور انجام کار کفر تک پہنچا دیتا ہے ''

(ملفوظات جلد هشتم صفحه ۲۵۳، ۲۵۴)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -